مزاراتِ اولیاء کے قُرب میں دفن ہونے کے فوائد

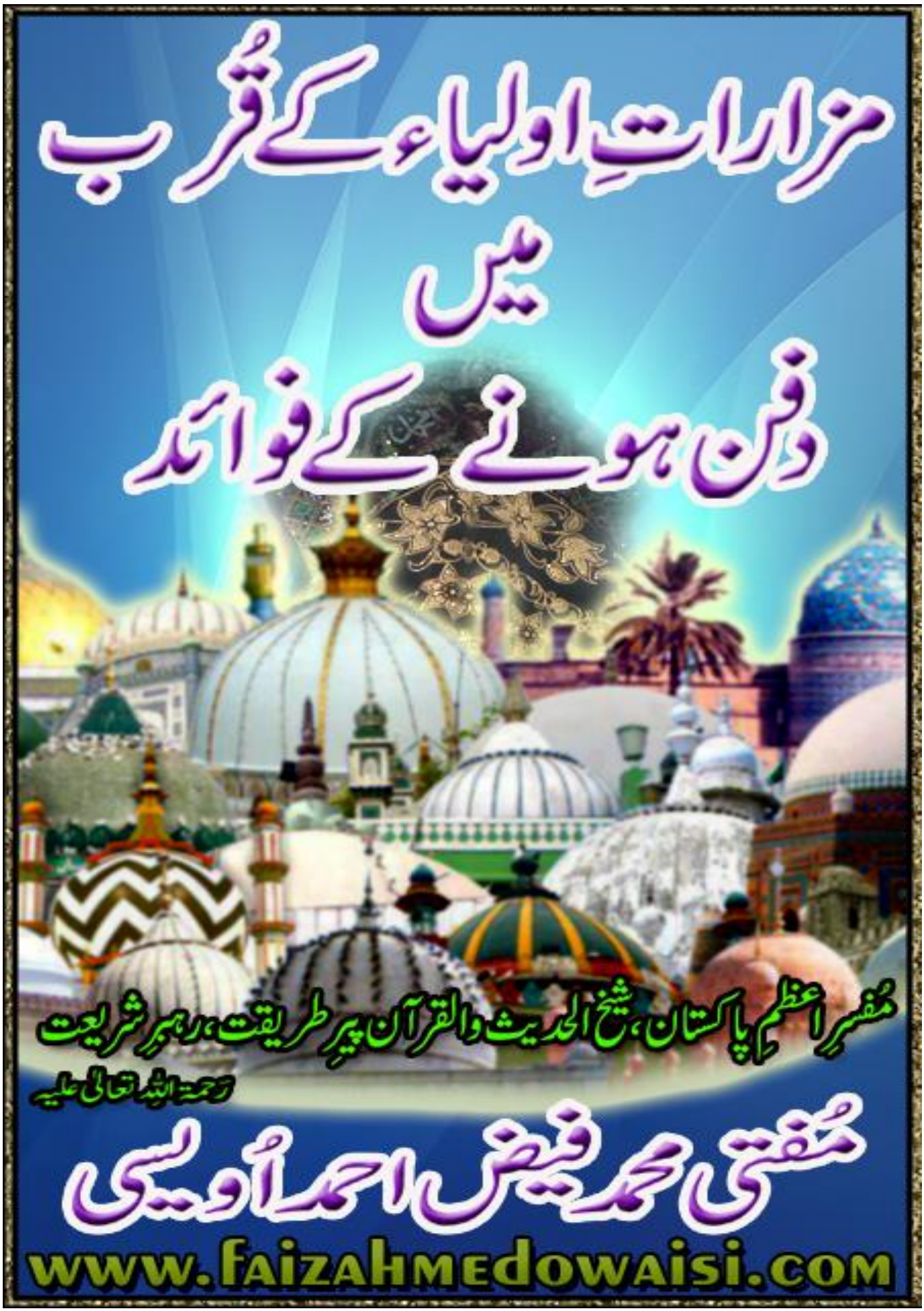

مُفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

مزاراتِ اولیاء کے قرب میں دفن ہونے کے فوائد

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمْ ﷺ

اللہ والوں کے ساتھ موت کے بعد قرب کا حکم قرآنِ مجید کی متعدد آیات میں ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کو فرماتا ہے کہ یوں التجا کرو

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ (پارہ۴، سورۃ آلِ عمران، آیت۱۹۳)

ترجمہ: اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔

اور یہی طریقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قرآن مجید میں یوں ہے:

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۔ (پارہ۱۳، سورۃ یوسف، آیت۱۰۱)

ترجمہ: مجھے مسلمان اُٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قُربِ خاص کے لائق ہیں۔

اس طرح کی متعدد آیات ہیں جنکی تفصیل کی ضرورت نہیں یہ ان لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی بھی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا خواہ وہ نبی ہو یا ولی انکا یہ کلیہ محض ضد اور مذہبی تعصب کی بناء پر ہے ورنہ قرآن مجید کے مضامین سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں لیکن اس کے باوجود فقیر چند دلائل احادیث اور آثار صحابہ اور اطوار اسلاف رضی اللہ عنہم پیش کر رہا ہے۔

احادیث مبارکہ:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين الخ [1]

یعنی حضرت ابوہریرہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضور پر نور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اموات (وفات ہونے والا) کو نیک اور صالح لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ فوت شدہ کو بُرے ہمسائے سے اس طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے ہمسائے سے تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم (ﷺ) نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اس دارِ فانی (دنیا) سے انتقال کر جائے تو اسے کفن اچھا دو اور اس کی وصیت جلد پوری کرو اور اس کی قبر گہری کھودو اور اس کو بُرے پڑوسی سے علیحدہ رکھو۔

قيل: يا رسول الله, وهل ينفع الجار الصالح في الآخرة؟ قال: "هل ينفع في الدنيا؟" قالوا: نعم

قال: "كذلك ينفع في الآخرة" [2]

---

[1] كشف الخفاء ومزيل الإلباس، حرف الهمزة مع الدال المهملة، 83/1، الحديث: 169 المكتبة العصرية

حلية الأولياء وطبقات الاصفياء، باب بن انس، 278/7، الحديث: 2342، دار الفكر، بيروت

[2] كشف الخفاء ومزيل الإلباس، حرف الهمزة مع الدال المهملة، 83/1، الحديث: 169 المكتبة العصرية، 1420ھ 2000م

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) کیا نیک ہمسایہ آخرت میں بھی فائدہ ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا کیا دنیا میں فائدہ ہے؟ عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی فائدہ دیتا ہے۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت ہے کہ اپنے فوت شدگان کو اچھا کفن دو، نوحہ (رونے)، وصیت میں تاخیر کرنے سے اور قطع رحمی سے میت کو تکلیف نہ دو۔

وعجلوا قضاء دينه واعدلوا عن جيران السوء [3]

یعنی اور اس کا قرض بھی جلدی سے ادا کرو اور اس کو بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ بوقت انتقال وصیت کرتے ہیں کہ مجھے فلاں ولی کے آستانہ میں دفن کیا جائے اسکی اصل اور دلیل یہی احادیث مبارکہ ہیں بلکہ یہ تو جلیل القدر اور مقبول درگاہِ رسالت مآب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے ان کی دعائیں اور وصیتیں بھی یہی ہیں کہ ہمارا مدفن بھی مدینہ منورہ اور پہلوئے مصطفیٰ (ﷺ) میں بنے۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ مجھے تجہیز و تکفین (آخری رسومات) اور نماز جنازہ کے بعد روضہ رسول خدا (علیہ التحیۃ والثناء) کے سامنے رکھ کر عرض کرنا یارسول اللہ (ﷺ) آپکا یارِ غار حاضر ہے اور آپکے پہلوئے مقدس میں دفن ہونے کی تمنا لایا ہے کیا اجازت ہے؟ اگر اجازت مل جائے تو صحیح ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا چنانچہ حسبِ وصیت آپکو غسل کفن دیکر نمازِ جنازہ پڑھ کر گنبدِ خضرا کے سامنے رکھ دیا گیا اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ [4]

یعنی یارسول اللہ (ﷺ) آپ کے رفیقِ غار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں۔

آپکے پہلو مقدس میں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں (اور انسان العیون میں ہے کہ) ''وكان الباب مغلقا بقفل'' [5]

(انسان العيون، جلد۳، صفحه۳۶۵، مطبوعه بيروت، لبنان)

یعنی روضہ رسول (ﷺ) کے دروازے کو تالا لگا ہوا تھا۔

حضرت علی لمرتضیٰ شیر خدا فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی یہ کلمات مکمل نہیں کئے تھے کہ ''سقط القفل و انفتح الباب'' یعنی تالا کھل کر گر گیا اور دروازہ کھولنے والا نظر نہیں آتا تھا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو اور دوست دوست کی ملاقات کے لیے مشتاق ہے۔ ایک روایت

---

[3] (كنز العمال، كتاب الموت واحوال تفع بعده وفيه خمسة ابواب، باب الاكمال من التكفين، 245/8، الحديث 42247، دار الكتب العلمية، بيروت)

[4] (صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا، 1344/3، الحديث:2503، دار ابن كثير، 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، 1868/4، الحديث: 4417-2403، دار إحياء الكتب العربية)

اس کے علاوہ یہ حدیث تمام معتبر کُتبِ احادیث میں موجود ہے۔

[5] (السيرة الحلبية= إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب يذكر فيه مدة مرضه، وما وقع فيه الخ، 517/3، دار الكتب العلمية، بيروت)

میں ہے جو اندر سے آواز آئی وہ کلام فصیح یہ تھا ''ادخلوہ و ادفنو عزو کرامۃ'' یعنی میرے دوست کو اندر لاؤ اور عزت اور تعظیم سے دفن کر دو۔[6]

(کنز العمال، جلد ۱۲، صفحہ ۱۵۳۸، لعتیق) (شواہد النبوۃ، صفحہ ۲۰۰، مطبوعہ استنبول) (جمال الاولیاء، صفحہ ۲۹، مصنف اشرف علی تھانوی) نیز (تفسیر کبیر وغیرہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ ایزدی (اللہ تعالیٰ) میں ایسی دو باتوں کی استدعا (التجا) کی جو اپنی اپنی نوعیت میں منتہائے (انتہائی) فضیلت کی تھیں۔ (۱) شہادت (۲) موت مدینہ منورہ میں۔ چنانچہ "صحیح بخاری" میں ہے کہ آپ نے بدیں الفاظ بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [7]

یعنی اے اللہ! مجھے شہادت نصیب فرما اور حبیب مصطفی (ﷺ) کے شہر (مدینہ منورہ) میں موت نصیب فرما۔

فائدہ: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی اے اللہ مجھے اپنے محبوب کے شہر مدینہ منورہ میں موت دے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عام و خاص مکان و وقت میں انتقال کرنا اور دفن ہونا برابر نہیں جیسا کہ ایک ہی عبادت ہو تبدیلِ مکان وزمان سے ثواب میں ترقی و اضافہ ہو جاتا ہے، دیکھیں ایک یہ نماز ہے اگر گھر میں پڑھیں تو اس کا ثواب کچھ ہے اگر مسجد میں باجماعت پڑھیں تو ستائیس نماز کا ثواب ہے وہی نماز ہے اگر جامع مسجد، مسجد حرام یا مسجد نبوی (ﷺ) میں ادا کریں تو اور بھی زیادہ ثواب ہے اسی طرح اگر موت متبرک مکان یا وقت میں آئے تو یہ بھی عام مکان یا وقت کے برابر نہیں بلکہ اس کا خود نبی کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم) نے فرق بیان فرمایا ہے۔

امیر المومنین نے کہا اب میں امیر المومنین نہیں رہا اور عرض کرنا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ دفن ہونے کی آرزو رکھتے ہیں کیا اجازت ہے اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں مجھے دفن کر دینا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن میں اپنی ذات پر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں تمہیں اجازت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت سن کر بہت خوش ہوئے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعائیں، وصیتیں اور آرزو رہیں کہ ہمارا مدفن متبرک مکان بنے جس طرح دنیا میں محبوب خدا (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے جدا نہ ہوئے اسی طرح قبر اور آخر میں بھی جدا نہ ہوں۔[8] (عمدۃ القاری، جلد ۲، صفحہ ۲۵)

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: نہ صرف شخصیات مقدسہ کے قرب کے دفن کی آرزو ہوتی بلکہ ان کے متعلقات کو ساتھ لے جانے کی تمنائیں ہوتیں۔ مثلاً

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت:

اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس ایسے تبرکات تھے جن کی نسبت محبوبِ خدا، سردارِ انبیاء واولیاء (علیہ التحیۃ والتسلیم) سے تھی تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تبرکات کو قبر و کفن میں ساتھ رکھنے کو سعادت سمجھا چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ تبرکات تھے:

---

[6] (جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، مطلب دوم، کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم، ص 29، مکتبہ اسلامیہ بلال گنج، لاہور)

[7] (صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب كراهية النبي صلى الله عليه وسلم أن تعرى المدينة، 668/2، الحديث 1791، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[8] (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، 212/10، الحديث 1791-(462)، دار إحياء التراث العربي)

أنه كان عنده قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم وإزاره ورداؤه وشيء من شعره[9]

یعنی: رسول کریم(علیہ التحیۃ والتسلیم) کی چادر مبارک، قمیض، کچھ بال اور ناخن مبارک۔

آپ نے وصیت فرمائی میرا اس دارِ فانی(دنیا) سے انتقال ہو جائے تو قمیض مجھے پہنا دینا، چادر میں لپیٹ دینا، بال مبارک میرے منہ اور ناک میں رکھ دینا۔

وَاجْعَلُوا الْقُلَامَةَ مَسْحُوقَةً فِي عَيْنِي ، فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَنِي بِبَرَكَتِهَا . [10]

یعنی: اور ناخن مبارک پیس کر(بطور سرمہ) میری آنکھوں میں ڈال دینا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب، جناب احمد مجتبیٰ(علیہ التحیۃ والثناء) کے تبرکات کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔

حضرت انس رضی اللّٰہ عنہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں حضور(ﷺ) کے چند بال مبارک تھے تو انہوں نے بوقت انتقال وصیت فرمائی تھی یہ بال مبارک میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کر دینا۔

عام قبرستان میں دفن ہونا یا ایسے قبرستان میں جہاں صالحین کے مزارات ہوں یکساں نہیں ہے۔ چنانچہ حضورِ اکرم شفیع معظم(ﷺ) نے ارشاد فرمایا جس خطہ ارض میں میرے صحابی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گا

كان قائدهم ونورهم يوم القيامة وفي رواية فهو شفيع لأهل تلك الأرض[11]

یعنی تو روز محشر ان لوگوں کے لئے میرا صحابی رضی اللہ عنہ ان کا قائد اور نور ہو گا ایک اور روایت میں ہے کہ روز محشر انکی شفاعت کریگا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عام قبرستان میں دفن ہونا اور ایسے قبرستان میں دفن ہونا جہاں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا مزار ہو یکساں نہیں ہے۔ جس خوش نصیب کی قبر ایسے قبرستان میں ہو جہاں کسی صحابی رسول(ﷺ) کا مزار ہے تو اس کے لئے سرورِ دو عالم(علیہ التحیۃ والتسلیم) نے خوش خبری سنادی ہے کہ میرا صحابی رضی اللہ عنہ اس کی شفاعت کریگا(کیونکہ وہ میرے صحابی کے قرب کے وجوار(جوارِ رحمت) میں آگیا ہے)۔

فقہاءِ کرام کا نظریہ

جو کچھ فقیر عرض کر چکا ہے وہی فقہاء کرام نے فرمایا چنانچہ (فتاویٰ عالمگیری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴، مطبوعہ بیروت لبنان، جوہرہ نیرہ، صفحہ ۱۴۱، فتاویٰ رضویہ)، نیز دارالعلوم دیوبندیوں کے مفتیوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ نیک لوگوں کے مزارات کے قریب دفن کرنا افضل ہے چنانچہ ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: جو زمین قبرستان کی قیمت دے کر بد مذہب فرقہ اختیارِ تدفین کا رکھتا ہے اس میں معزز حنفی کو دفن کرنا جہاں شیعہ، ہیجڑے وغیرہ وغیرہ دفن ہوں کیسا ہے؟

---

[9] (السيرة الحلبية ،تتمه باب ذكر مغازيه فتح مكة شرفها الله تعالى ،136/3، دار الكتب العلمية ،بيروت)

[10] (سير أعلام النبلاء ، الصحابة رضوان الله عليهم ، معاوية بن أبي سفيان ،160/3، مؤسسة الرسالة ،سنة النشر: 1422هـ/ 2001م)

[11] (السيرة الحلبية ،باب الهجرة إلى المدينة ،80/2، دار الكتب العلمية ،بيروت)

جواب: بہ ضرورت درست ہے لیکن اگر قرب صالحین نصیب ہو سکے تو اچھا ہے۔[12]

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا کہ

لفظ رحمت للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ (ﷺ) کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء، انبیاء اور علماءِ ربانیں بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔[13] (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۸، مطبوعہ کراچی)

نوٹ: جب اولیاء اور علماء پر لفظ رحمت للعالمین بول سکتے ہیں اور رحمت للعالمین کا معنی ہے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور قبر بھی ایک عالَم ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اولیاء اور علماء قبر والوں کے لئے بھی رحمت ہیں اور جس گناہ گار کی قبر ان کے قرب وجوار (جوارِ رحمت) میں آگئی وہ ان کی لئے بطریق اولیٰ (بہتر انداز سے) رحمت ہونگے۔ اور مزید اسی صفحہ پر گنگوہی نے لکھا کہ

مزارات اولیاء کاملین سے فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینا ہر گز جائز نہیں۔ اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسبِ استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔[14] (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۸)

آخری گزارش: فقیر نے بطور اختصار معروضات پیش کئے ہیں۔ اگر اس مضمون کو بڑھایا جائے تو ضخیم تصنیف تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن طویل مضمون پڑھنے والے بہت کم رہ گئے ہیں۔ عوام کی رہبری کے لئے اتنا کافی ہے۔ فقیر نے عزیزم مولانا صاحبزادہ محمد رشید سبحانی اُویسی سلمہ ربہ کی خاطر یہ مختصر رسالہ لکھا ہے مولیٰ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ المصطفیٰ (ﷺ) قبول فرما کر فقیر اور موصوف دونوں کے لئے موجبِ مغفرت اور عوامِ اسلام کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۴۲۸ھ بروز جمعرات

---

[12] (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد ۵، صفحہ ۳۹۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

[13] (فتاویٰ رشیدیہ کامل، کتاب العقائد، ص 244، دار الاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

[14] (فتاویٰ رشیدیہ کامل، کتاب العقائد، ص 245، دار الاشاعت، اُردو بازار، کراچی)